بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دہلی

محدث

نگران اصول
مولٰنا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۸ | ماہ فروری ۱۹۴۱ء مطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۶۰ھ | نمبر ۱۰

کیا یہ جائز ہے؟

محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی مسلمانوں کی آبادی میں جیسی کچھ چہل پہل نظر آنے لگتی ہے، اس کا اندازہ صرف شہروں میں بسنے والے مسلمانوں ہی کے طرز عمل سے نہیں بلکہ قصبوں اور دیہاتوں میں رہنے والوں کے طریق کار سے بھی بخوبی ہو جاتا ہے۔ ابھی محرم کی دسویں تاریخ آنے میں کئی دن باقی ہیں لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ شہر شہر گاؤں گاؤں، بلکہ محلہ محلہ میں کیا ہو رہا ہے؟

بہت سی عورتوں اور بچوں نے ماتمی لباس پہن لئے ہیں۔ جگہ جگہ مجلس عزا منعقد کر کے مظلومین کربلا کے نام پر آنسو بہائے جا رہے ہیں۔ لکڑی کی کھپچیوں کو جوڑ جاڑ کر ان پر رنگین کپڑے یا کاغذ چپکا کر، تعزیے کے نام سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کا نقشہ بنایا جاتا ہے، اور پھر اس اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ڈھانچے کے سامنے آ کر سجدے کرتے ہیں۔ اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ اس پر ملیدہ یا شربت چڑھاتے ہیں۔ جب دسویں تاریخ آئیگی تو جھنڈ کی جھنڈ تعزیوں کا جلوس نکلے گا۔ آگے آگے مرثیہ پڑھنے والے ہوں گے، اور ان کے ساتھ نوحہ کرنیوالے یا حسین یا حسین چیختے ہوئے اور اپنے سینے کوٹتے ہوئے چلینگے اور پھر فرضی کربلا میں لیجا کر اس کو دفن کرینگے۔

لیکن یہ سب کچھ کرنیوالے صرف شیعہ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ رونا تو یہ ہے کہ "اہل سنت والجماعۃ" کہلانے والے حنفی مسلمان بھی اس میں بری طرح مبتلا ہیں۔ اور آج میں انھیں سنیوں سے خطاب کر کے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپنے مذہب وعقیدہ کی کتابوں کو سامنے رکھکر، اپنے بزرگوں اور علماء سلف کے فتووں کو دیکھکر، خدارا ذرا ایک لمحہ کیلئے غور تو کرو کہ حب حسینؓ کے نام سے آج جتنی رسمیں تم

ادا کر رہے ہو کیا یہ جائز بھی ہیں؟ اگر اللہ اور اس کے رسول کے کلام سے نہیں تو کم سے کم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول ہی سے اس کی سند تو پیش کرو۔

شیعوں کو چھوڑ دو کہ ان کی اور تمہاری راہ بالکل جداگانہ ہے۔ اللہ کے جن برگزیدہ بندوں کو تم اللہ اور اس کے سچے رسول کے محبوب سمجھتے ہو، یہ بدبخت ان کو منافق کہتے ہیں (نعوذ باللہ) تم جن ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و عمروؓ، خالدؓ و طلحہؓ وغیرہ وغیرہ لاکھوں جاں نثاران رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اسلام کا ستون کہتے ہو، ان مقدس ہستیوں کو یہ بدباطن نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ مسلمان بھی نہیں سمجھتے ہیں۔ تم جن عائشہؓ و حفصہؓ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی اور تمام مومنوں کی ماں کہتے ہو، ان کو یہ بدزبان بدترین گالیاں دینا اپنے لئے ثواب سمجھتے ہیں۔ اسقدر کھلا ہوا اعتقادی اختلاف ہوتے ہوئے میں حیران ہوں کہ ان حنفیوں کی عقل کیوں ماری گئی جو اپنے آپ کو سُنّی کہتے ہوئے بھی شیعوں کی اس جہالت میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ نہ قرآن میں اس کا ثبوت ہے اور نہ حدیث میں اور نہ فقہ میں۔

ہماری بات تو شاید ہمارے تعزیہ پرست حنفی دوستوں کی سمجھ میں نہ آئے اسلئے ہم خود ان کے مذہب کے ایک بہت بڑے عالم کا فتوٰی درج کرتے ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم جو حنفیوں میں چوٹی کے عالم گذرے ہیں، انھوں نے اپنے مرتب کردہ "مجموعۂ فتاوٰی" میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے۔ سوال وجواب دونوں فارسی زبان میں ہیں۔ ہم ان کا خلاصہ ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ "کیا تعزیہ بنانا اور اس کو اپنے گھر میں رکھنا، اس کی عزت کرنا، اس کے سامنے رونا پیٹنا وغیرہ اس قسم کی حرکتیں جائز ہیں"؟ جواب میں فرماتے ہیں "تعزیہ داری در عشرۂ محرم یا غیر آں وساختن ضرائح وصورت قبور وعلم وتیار کردن دُلدُل وغیر ذلک اینہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بود نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث (صفحہ ۳) یعنی تعزیہ داری محرم کے دس دنوں میں ہو یا کسی اور دن میں، اسی طرح ضریح یا قبروں کی صورت بنانا علم نکالنا۔ دلدل بنانا وغیرہ یہ تمام امور بدعت ہیں۔ یہ باتیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کبھی ہوئیں اور نہ آپ کے بعد آپ کے صحابہؓ نے کیں، اور نہ صحابہؓ کے بعد تابعینؒ نے"۔ آگے چلکر فرماتے ہیں "خود تراشیدہ ومصنوعہ را قابل احترام فہمیدن فہم عبدۃ الاصنام را شاں می دہد (صفحہ مذکور) یعنی اپنے ہی ہاتھوں کی تراشی اور بنائی ہوئی چیز کو عزت اور احترام کے قابل سمجھنا یہ تو بت پرستوں کی عقل ہے (توحید پرست آدمی ایسی جہالت نہیں کر سکتا) بدعت کی مذمت میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ عن ابن عباسؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا (رواہ الطبرانی) حضرت عباسؓ کے بیٹے (عبداللہ) رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے (آرام پہنچائے) اس پر اللہ کی، اسکے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ اس کی نفل مقبول ہوگی اور نہ فرض" ایک دوسری حدیث اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ

لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجَّةً وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَيَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَخْرُجُ الشَّعْرُ مِنَ الْعَجِيْنِ (رواہ ابن ماجہ) یعنی حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعت کرنیوالے کا نہ روزہ قبول کریگا اور نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ فرض نہ نفل۔ بلکہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال۔

تعزیہ دار سنیو! اگر دل میں ایمان اور اللہ تعالیٰ کا خوف و تقویٰ رکھتے ہو تو ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھکر ٹھنڈے دل سے سوچو کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تمہارے ہی مذہب کے ایک زبردست عالم نے کتنے صاف لفظوں میں اس کو بدعت قرار دیا ہے۔ اور پھر بدعت کرنیوالے کا جو حال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے وہ بھی انھوں نے بیان کر دیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق اس کی کوئی عبادت بھی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔ بلکہ وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت و پھٹکار برستی رہتی ہے۔ کیا یہ وعیدیں تمہارے لئے کم ہیں؟ اس کے بعد مولانا نے تعزیہ داری کے ثبوت میں جو دلیل پیش کی جاتی ہے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ "اگر بخیال گذرد کہ ایں تعزیہ را واسطہ تذکر حضرت امامین می انگارم پس باید شنید کہ تذکر بہماں طریقہ و واسطہ می باید کہ در شرع محمدی جائز است چرا کہ نصاریٰ ہم چلیپا برائے تذکر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام تیار می نمایند کدام فرقے دریں مادہ خواہد بود (صفہ ۱۲) یعنی اگر کسی کو یہ خیال گذرے کہ ہم تعزیہ اسلئے بناتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کو یاد کر سکیں، تو جاننا چاہئے کہ کسی کو یاد کرنے، یا کسی کی یادگار رکھنے کا طریقہ وہ اختیار کرنا چاہئے، جو شرع محمدی میں جائز ہو۔ ورنہ یوں تو عیسائی بھی صلیب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یاد ہی کیلئے بناتے ہیں تو پھر ہم میں اور ان میں اس بات میں کیا فرق رہیگا؟۔

اس سے آگے فرماتے ہیں "سینہ کوبی و شق کردن پارچہ و نوحہ کردن و خاک بر سر انداختن و موہا را منتشر ساختن وغیرہ امور از قبیل منہیات و ممنوعات است و در حدیث شریف بر نائحہ لعنت آمدہ است (صفحہ مذکور) یعنی کسی کے ماتم میں سینہ پیٹنا کپڑے پھاڑنا، نوحہ کرنا، سر پر خاک ڈالنا، بال بکھیرنا وغیرہ امور سب کے سب شریعت میں حرام اور ناجائز ہیں۔ بلکہ نوحہ کرنے والوں پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔

کسی نے سوال کیا ہے کہ تعزیہ سے مراد مانگنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں " فانہا لا تسمع ولا تبصر ولا تغنی عنك شیئا۔ اگر فاعلی ایں فعل تعزیہ را مستقل در انجاح مرام می داند کافر است" (صفہ ۱۲) یعنی تعزیے سے مراد مانگنا جائز نہیں ہے اسلئے کہ وہ تو (ایک بے جان چیز ہے) نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ تم کو کچھ نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر تعزیے کے متعلق کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ مستقل طور پر یہی ہماری حاجتیں پوری کر سکتا ہے تو وہ کافر ہے۔ (العیاذ باللہ)

پھر کسی نے سوال کیا ہے کہ "امام حسینؓ کا چوک اور چبوترہ (جو تعزیہ رکھنے کیلئے بنایا جاتا ہے) قابل تعظیم ہے یا نہیں؟

تو اس کے جواب میں بھی فرماتے ہیں "نہ زیرا چہ اثرے ازاں در شریعت محمدیہ پیدا نیست و خود تراشیدہ وساختہ را قابل تعظیم دانستن فعل بے عقلاں است (۱۲۵ھ) یعنی اس کی تعظیم بھی جائز نہیں ہے اسلئے کہ شریعت محمدیہ میں اس کا کوئی نشان و پتہ نہیں ہے۔ اور یہ بالکل بے ثبوت و بے اصل چیز ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں کی گھڑی اور بنائی ہوئی چیز کو قابل تعظیم جاننا، بے عقلوں کا کام ہے۔

کسی نے یہ بھی سوال کیا ہے کہ "اگر تعزیے پر اعتقاد نہ ہو، محض تماشے کے طور پر دیکھنا چاہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟۔ اس کے جواب میں فرماتے ہیں" در تعزیہ تماشا چیست، امر بدعت را نباید دید، امر بدعت قابل ازالہ است، بدعت بدست یا بزبان دفع باید کرد و اگر نتواند بدل بد باید دانست وذلک من اضعف الایمان کذا جاء فی الحدیث" (۱۲۷ھ) یعنی تعزیہ میں تماشا کیا ہے؟ یہ تو ایک ناجائز اور بدعت چیز ہے۔ اس کو دیکھنا یا اس سے دلچسپی لینا نہیں چاہئے بلکہ اس کو تو مٹانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر اپنے بس میں ہو تو اپنی طاقت اور قوت سے اس کو بند کرانا چاہیئے۔ اور اگر اتنا اختیار نہ ہو تو زبان سے اس کی برائیوں کا اظہار کردے اور اگر اس کی بھی ہمت اور طاقت نہ ہو تو کم سے کم اتنا تو کرے کہ اس کو دل سے برا سمجھے۔ لیکن یہ ضعیف الایمان آدمی کا کام ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔" مطلب یہ ہوا کہ جو کام آدمی دل سے برا سمجھے گا۔ بھلا اس کے دیکھنے میں اس کو مزا کیا آئے گا۔ اور اس کو تماشہ سمجھکر اس سے دلچسپی کیسے لیگا؟ پس معلوم ہوا کہ اس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

جو لوگ تعزیہ خود تو نہیں بناتے اور نہ اس پر اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن اس کا تماشہ دیکھنے کیلئے تنہا یا اپنے بچوں، یا دوستوں سمیت شوق اور دلچسپی کے ساتھ جاتے ہیں۔ ایسی مجلسوں کی رونق بڑھاتے ہیں۔ اور یا حسینؓ یا حسینؓ کہکر سینہ پیٹنے والوں، مرثیہ پڑھنے والوں، اور نوحہ کرنے والوں کی باتوں کو غور اور توجہ سے سنتے ہیں۔ ان کو اس دھوکے میں نہ رہنا چاہیئے کہ وہ گنہ گار نہیں ہوں گے بلکہ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح تعزیہ دار خدائے تعالیٰ کے عذاب اور غضب کے مستحق ہیں، اسی طرح یہ بھی عذاب الٰہی کے سزاوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (مشکوٰۃ) یعنی جو شخص کسی جماعت (یا مجلس) کی تعداد (اور رونق) بڑھائیگا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار بھی انھیں لوگوں میں سے ہوگا۔ یعنی اگر اچھے لوگوں کے ساتھ رہیگا اور ان کی تعداد بڑھائیگا تو اس کا بھی اچھوں میں شمار ہوگا۔ اور اگر گنہگاروں، بدعملوں اور بدعتیوں کے ساتھ میں ہوگا تو ان کے ساتھ شمار ہوگا۔ دوسری حدیث ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنیوالوں اور اسکو شوق و دلچسپی سے سننے والوں دونوں پر لعنت کی ہے۔

سنی دوستو! خدا کیلئے ذرا سوچو تو سہی کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کے کرنیوالوں پر لعنت بھیجی ہو، بھلا اسکے کرنیوالوں یا اس سے لطف و مزا حاصل کرنیوالوں کا کہاں ٹھکانا ہوگا؟ حدیث میں ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ معاف ہونگے، پس اسکے علاوہ اور ہمیں کچھ نہیں کرنا چاہیے۔